امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

قضا نمازوں کا طریقہ (حنفی)

اس رسالے میں۔۔۔

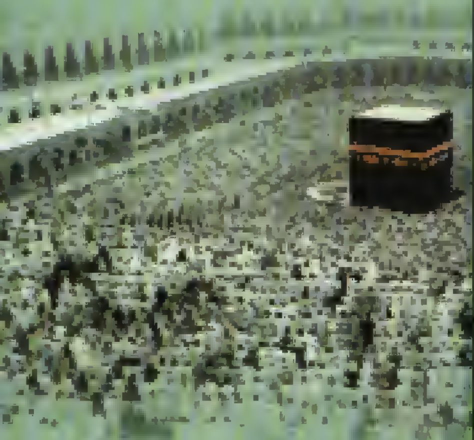

- قبر میں آگ کے شعلے
- توبہ کے تین ارکان ہیں
- حقوق ... کے احساس کی علامت
- قضائے عمری
- قضائے عمری کا طریقہ
- نماز کا فدیہ
- زکوٰۃ کا شرعی حیلہ
- حیلے کا رواج کب سے ہوا؟

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قضا نمازوں کا طریقہ

دُرود شریف کی فضیلت

دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے، مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا پُل صراط پر نور ہے، جو روزِ جُمعہ مُجھ پر اَسّی بار درودِ پاک پڑھے اُس کے اَسّی سال کے گناہ مُعاف ہو جائیں گے۔

(جامع صغیر ص ۳۲۰ حدیث ۵۱۹۱ دارِ الکتب العلمیۃ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیب ! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

قضا کرنے والوں کی خرابی

جان بوجھ کر نماز قضا کر ڈالنے والوں کے بارے میں پارہ ۳۰ سورۃُ الماعون کی آیت نمبر ۴ اور ۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان : تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بُھولے بیٹھے ہیں۔

سُـورۃُ الـمـاعُـون کی آیت نمبر ۵ میں جب حضرتِ سیِّدُنا سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بارگاہِ رسالت میں اِستفسار کیا تو سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، (اس سے مُراد وہ لوگ ہیں) جو اپنی نماز وقت گزار کر پڑھیں۔

(سُنن الکبریٰ للبیھقی ج ۲ ص ۲۱۴ دار صادر بیروت)

بیان کردہ آیت نمبر ۴ میں "وَیل" کا تذکرہ ہے، صَدرُ الشَّریعہ بَدرُ الطریقہ حضرتِ مولٰینا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، جہنّم میں ایک "وَیل" نامی خوفناک وادی ہے جس کی سختی سے خود جہنّم بھی پناہ مانگتا ہے۔ جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والے اُس کے مستحق ہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳ ص ۷ مدینتہ المرشد بریلی شریف)

حضرتِ امام محمد بن احمد ذہبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، کہا گیا ہے کہ جہنّم میں ایک وادی ہے جس کا نام "وَیل" ہے، اگر اس میں پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی گرمی سے پگھل جائیں اور یہ اُن لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو نماز میں سُستی کرتے اور وقت کے بعد قضاء کر کے پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ اپنی کوتاہی پر نادِم ہوں اور بارگاہِ خداوندی عزوجل میں توبہ کریں۔

(کتابُ الکبائر ص ۱۹ دار مکتبہ لحیاۃ بیروت)

سَر کُچلنے کی سزا

سرکارِ مدینہ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صَحابۂ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا، آج رات دو شخص (یعنی جبرائیل علیہ السلام ورمیکائیل علیہ السلام) میرے پاس آئے اور مجھے اَرضِ مُقدّسہ میں لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اُٹھائے کھڑا ہے اور پے در پے پتھر سے اُس کا سر کُچل رہا ہے، ہر بار کُچلنے کے بعد سَر پھر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے فرِشتوں سے کہا، سُبحٰن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ کون ہے؟ انہوں نے عَرض کی، آگے تشریف لے چلئے (مزید مناظر دکھانے کے بعد) فرِشتوں نے عرض کی، پہلا شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا یہ وہ تھا جس نے قرآن یاد کرکے چھوڑ دیا تھا اور فَرض نَمازوں کے وَقت سو جانے کا عادی تھا اِس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا۔ (مُلَخّص از: صیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرانِ پاک کی آیت یا آیات یاد کرنے کے بعد غفلت سے بُھلا دینے والے اور بالخصوص سُستی کے باعِث فَجر کی نَماز کیلئے نہ اُٹھنے والوں کیلئے مقامِ عبرت ہے۔ اب جان بوجھ کر نَماز قضاء کر دینے والی ایک عورت کے عذابِ قبر کا دردناک واقِعہ مُلاحظہ ہو۔ چُنانچِہ

قَبر میں آگ کے شُعلے

ایک شخص کی بہن فوت ہوگئی۔ جب اُسے دَفن کرکے لوٹا تو یاد آیا کہ رقم کی تھیلی قَبر میں گر گئی ہے چُنانچِہ قبرستان آکر تھیلی نکالنے کیلئے اُس نے اپنی بہن کی قَبر کھود ڈالی! ایک دل ہِلا دینے والا منظر اُس کے سامنے تھا، اُس نے دیکھا کہ بہن کی قَبر میں آگ کے شُعلے بھڑک رہے ہیں! چُنانچِہ اُس نے جُوں تُوں قَبر پر مٹّی ڈالی اور صدمے سے چُور چُور روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا، پیاری امّی جان! میری بہن کے اعمال کیسے تھے؟ وہ بولی بیٹا کیوں پوچھتے ہو؟ عَرض کی، میں نے اپنی بہن کی قَبر میں آگ کے شُعلے بھڑکتے دیکھے ہیں۔ "یہ سُن کر ماں بھی رونے لگی اور کہا، "افسوس تیری بہن نَماز میں سُستی کیا کرتی تھی اور نَماز قضاء کرکے پڑھا کرتی تھی۔" (مُکاشَفَۃُ القُلُوب ص ۱۸۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب نَماز قَضا کرنے والوں کی ایسی ایسی سخت سزائیں ہیں تو جو بدنصیب سرے سے نَماز ہی نہیں پڑھتے ان کا کیا اَنجام ہوگا!

اگر نماز پڑھنا بھول جائے تو ۔۔؟

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبُوَّت، پیکرِ جُودو سخاوت، سراپا رَحمت، محبوبِ ربُّ العزّت عــزّوجلّ وصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وُہی اُس کا وقت ہے۔ (صحیح مسلم ۱ ص ۲۴۱)

فُقہائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اُس کی قضا پڑھنی فرض ہے البتّہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۴۱)

مجبوری میں ادا کا ثواب ملے گا یا نہیں ؟

آنکھ نہ کُھلنے کی صُورت میں نمازِ فجر "قضا" ہو جانے کی صورت میں "ادا" کا ثواب ملے گا یا نہیں ۔ اس ضِمن میں میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، وَلیِ نِعمت، عظیمُ البَرکت، عظیمُ المَرتَبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین و مِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت ،باعثِ خَیر و بَرکت، حضرتِ علامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ اِمام اَحمد رَضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن فتاوٰی رضویہ ج ۸ ص ۱۶۱ پر فرماتے ہیں، "رہا ادا کا ثواب ملنا یہ اللہ عزوجل کے اِختیار میں ہے"۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ مُحَمَّد

تُوبُوا اِلَی اللہ ! اَستغفِرُ اللّٰہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ مُحَمَّد

رات کے آخری حصّہ میں سونا

نماز کا وَقت داخِل ہو جانے کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا اور نماز قضا ہوگئی تو قطعاً گنہگار ہوا جبکہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دُخول وَقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جبکہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظنِّ غالب ہے کہ اب سو گیا تو وَقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔ (بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۴۴ مدینۃ المرشد بریلی شریف)

رات دیر تک جاگنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نعت خوانیوں، ذِکرو فکر کی محفِلوں نیز سنّتوں بھرا اِجتماعات وغیرہ میں رات دیر تک جاگنے کے بعد سونے کے سبب اگر نَمازِ فجر قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو بہ نیت اعتِکاف مسجِد میں قیام کریں یا وہاں سو جائیں جہاں کوئی قابلِ اعتِماد اسلامی بھائی جگانے والا موجود ہو یا الارم والی گھڑی ہو جس سے آنکھ کُھل جاتی ہو مگر ایک عدد گھڑی پر بھروسہ نہ کیا جائے کہ نیند میں ہاتھ لگ جانے سے یوں ہی خراب ہو کر بند ہو جانے کا اِمکان ہوتا ہے، دو یا حسبِ ضَرورت زائد گھڑیاں ہوں وہ بہتر ہے۔ فُقَہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، "جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نَماز جاتی رہے گی تو بِلا ضَرورتِ شَرعِیَّہ اُسے رات دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔" (رَدُّالمُحتار، ج ۲، ص ۴۷ ملتان)

ادا قضا اور واجبُ الاعادہ کی تعریف

جس چیزوں کا حکم ہے اُسے وَقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں (در المحتار، ج ۲، ص ۶۲۷) اور وَقت ختم ہونے کے بعد عمل میں لانا قضاء ہے (درمختار معہ ردالمحتار ج ۲ ص ۶۲۷) اور اگر اس حُکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اس خرابی کو دُور کرنے کیلئے وہ عمل دوبارہ بجالانا اِعادہ کہلاتا ہے (درمختار معہ ردالمحتار ج ۲ ص ۶۳۲) اور اگر اس حُکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اس خرابی کو دُور کرنے کیلئے وہ عمل دوبارہ بجالانا اِعادہ کہلاتا ہا (در مختار معہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۲۹) وَقت کے اندر اندر اگر تحریمہ باندھ لی تو نَماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے (در مختار معہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۲۸) مگر نَمازِ فجر، جُمُعہ اور عیدین میں وَقت کے اندر سلام پھیرنا لازمی ہے وَرنہ نَماز نہ ہوگی (بہار شریعت حصّہ ۴ ص ۳۲ مدینۃ المرشد بریلی شریف) بِلا عُذرِ شَرعی نَماز قضا کر دینا سخت گناہ ہے، اس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ بھی کرے توبہ یا حجِّ مقبول سے اِن شاءَاللہ عزوجل تاخیر کا گُناہ تاخیر کا گناہ مُعاف ہو جائے گا (در مختار معہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۲۶) توبہ اُسی وقت صحیح ہے جبکہ قضا پڑھ لے اس کو ادا کیے بغیر توبہ کیے جانا توبہ نہیں کہ جو نَماز اس کے ذِمّے تھے اس کو نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی؟ (در مختار معہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۲۸) حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُـــوّت، پیکرِ جودو سخا، سراپا رَحمت محبوبِ ربُّ العزّت عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ گناہ پر قائم رہ کر توبہ کرنے والا اپنے رَبّ عزوجل وسے ٹھٹھا (یعنی مذاق) کرتا ہے۔ (شُعبُ الایمان حدیث ۷۱۷۸ ج ۵ ص ۴۳۶ دارلکتب العلمیہ بیروت)

توبہ کے تین رُکن ہیں

صدرُالافاضل حضرتِ علامہ سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی فرماتے ہیں، ''توبہ کے تین رُکن ہیں:۔ (۱) اِعتِرافِ جُرم (۲) نَدامت (۳) عزمِ تَرک۔ اگر گناہ قابلِ تلافی ہے تو اُس کی تلافی بھی لازم۔ مَثَلاً تارِکِ صلٰوۃ (یعنی نَماز تَرک کردینے والے) کی توبہ کیلئے نَمازوں کی قضا بھی لازِم ہے۔ (خزائنُ العرفان ص ۱۲ رضا اکیڈمی بمبئی)

سوتے کو نماز کیلئے جگانا واجب ہے

کوئی سورہا ہے یا نَماز پڑھنا بھول گیا ہے تو جسے معلوم ہے اُس پر واجِب ہے کہ سوتے کو جگادے اور بھولے ہوئے کو یاد دِلادے (ورنہ گنہگار ہوگا (بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۳۳) یاد رہے! جگانا یا دِلانا اُس وَقت واجب ہوگا جبکہ ظنِّ غالِب ہو کہ یہ نَماز پڑھے گا ورنہ واجِب نہیں۔

فَجر کا وقت ہو گیا اُٹھو!

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! خوب صدائے مدینہ لگایئے یعنی سونے والوں کونَماز کیلئے جگایئے اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں فجر کے لئے مسلمانوں کو جگانا صدائے مدینہ لگانا کہلاتا ہے، صدائے مدینہ واجِب نہیں، نَمازِ فجر کے لئے جگانا کارِثواب ہے جو ہر مسلمان کو حسبِ موقع کرنا چاہئے۔ صدائے مدینہ لگانے میں اِس بات کی احتیاط ضَروری ہے کہ کسی مسلمان کو ایذاء نہ ہو۔

حکایت: ایک اسلامی بھائی نے مجھے (سگِ مدینہ عُفی عنہ) کو بتایا تھا، ہم چند اسلامی بھائی میگا فون پر فجر کے وَقت صدائے مدینہ لگاتے ہوئے ایک گلی سے گزرے۔ ایک صاحِب نے ہم کو ٹوکا اور کہا کہ میرا بچہ رات بھر نہیں سویا ابھی ابھی آنکھ لگی ہے آپ لوگ میگا فون بند کردیجئے۔ ہم کو ان صاحب پر بڑا غصہ آیا کہ نہ جانے کیسا مسلمان ہے، ہم نَماز کیلئے جگارہے ہیں اور یہ اِس نیک کام میں رکاوٹ ڈال رہا ہے! خیر دوسرے دِن ہم پھر صدائے مدینہ لگاتے ہوئے اُس طرف جانکلے تو وُہی صاحب پہلے سے گلی کے نُکّڑ پر غمزدہ کھڑے تھے اور ہم سے کہنے لگے، آج بھی بچہ ساری رات نہیں سویا ابھی ابھی آنکھ لگی ہے اِسی لئے میں یہاں کھڑا ہوگیا تاکہ ہماری گلی سے خاموشی سے گزرنے کی آپ حضرات کی خدمات میں درخواست کروں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بغیر میگا فون کے صدائے مدینہ لگائی جائے۔ نیز بغیر میگا فون کے بھی اِس قدر بلند آوازیں نہ نکالی جائیں جس سے گھروں میں نَماز وتلاوت میں مشغول اسلامی بہنوں، ضعیفوں، مریضوں اور بچّوں کو تشویش ہو یا جو اوّل وقت میں پڑھ کر سو رہا ہو اُس کی نیند میں خلل پڑے اور اگر کوئی مسلمان اپنے گھر کے پاس صدائے مدینہ لگانے سے روکے تو اُس سے ضِد بحث کرنے کے بجائے اُس سے معافی مانگ لی جائے اور اس پر حُسنِ ظن رکھا جائے کہ کوئی مجبوری ہوگی۔ اگر بالفرض وہ بے نَمازی ہو تو بھی آپ اُس پر سختی

کرنے کے مجاز نہیں، کسی مناسِب وَقت پر انتہائی نرمی کے ساتھ اِنفرادی کوشش کے ذرِیعے اُس کو نماز کیلئے آمادہ کیجئے۔ مساجد میں بھی اذانِ فجر وغیرہ کے عِلاوہ بے موقع نیز محلّوں یا مکانوں کے اندر محفلوں میں اسپیکر استعمال کرنے والوں کو بھی اپنے اپنے گھروں میں عبادت کرنے والوں، مریضوں، شیر خوار بچّوں اور سونے والوں کی ایذاء کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

حُقُوقِ عامّہ کے احساس کی حکایت

حُقُوقِ عامہ کا خیال رکھنا بَہُت ضَروری ہے، ہمارے اَسلاف اس مُعامَلہ میں بے حد مُحتاط ہُوا کرتے تھے، چُنانچِہ حُجَّۃُ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں ایک شخص کئی سال سے حاضر ہوتا اور عِلْم حاصِل کرتا۔ ایک بار جب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ اُس کے باِصرار اِستفسار پر فرمایا، اپنے مکان کی دیوار کے سڑک والے کونے پر تم نے گارا لگا کر قدِ آدم (یعنی انسان قد کے برابر) اس کو آگے بڑھا دیا ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کی گزر گاہ ہے۔ یعنی میں تم سے کیسے خوش ہو سکتا ہوں کہ تم نے مسلمانوں کا راستہ تنگ کر دیا ہے! (احیاء العلوم ج ۵ ص ۹۲ صادر بیروت) یہاں وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو اپنے گھروں کے باہر چبوترے بنا کر مسلمانوں وغیرہ کا راستہ تنگ کرتے ہیں۔

جلد سے جلد قضا کر لیجئے

جس کے ذِمّہ قضا نمازیں ہوں اُن کو جلد سے جلد پڑھنا واجِب ہے مگر بال بچوں کی پرورِش اور اپنی ضَروریات کی فَراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے۔ لہٰذا کاروبار بھی کرتا رہے اور فُرصت کا جو وقت ملے اُس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔ (درمختار معہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۴۲)

چُھپ چُھپ کر قضاء کیجئے

قضاء نمازیں چُھپ کر پڑھئے لوگوں پر (یا گھر والوں بلکہ قریبی دوست پر بھی) اِس کا اظہار نہ کیجئے (مَثَلاً یہ مت کہا کیجئے کہ میری آج فجر قضا ہو گئی یا میں قضائے عمری کر رہا ہوں وغیرہ) کہ گناہ کا اِظہار بھی مکروہِ تحریمی و گناہ ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۶۵۰) لہٰذا اگر لوگوں کی موجودَگی میں وِتر قضا کریں تو تکبیرِ قُنوت کیلئے ہاتھ نہ اُٹھائیں۔

جُمُعَةُ الوَداع میں قضائے عُمری

رَمضانُ المبارَک کے آخِری جُمعہ میں بعض لوگ باجماعت قضائے عُمری پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عُمر بھر کی قضائیں اسی ایک نَماز سے ادا ہوگئیں یہ باطِل محض ہے (ماخوذ از شَرح الزّرقانی علی الموھبُ اللُّدنیۃ ج ۷ ص ۱۱۰ دارلمعرفۃ بیروت) مُفَسّر شہیر حکیمُ الاُمت حضرتِ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں، جُمُعَةُ الوَداع کے ظہر وعَصر کے درمیان بارہ رکعت نَفل دو دو رَکعت کی نیت سے پڑھے۔ اور ہر رَکعت میں سورَۃُ الفَاتحہ کے بعد ایک بار آیۃُ الکُرسی اور تین بار قُلْ ھُوَ اللہ مُعاف ہوجائے گا یہ نہیں کہ قضاء نَمازیں اس سے مُعاف ہوجائیں گی وہ تو پڑھنے سے ہی ادا ہونگی۔

(اسلامی زندگی ص ۱۰۵)

عُمر بھر کی قضاکا حِساب

جس نے کبھی نَمازیں ہی نہ پڑھی ہوں اور اب توفیق ہوئی اور قضائے عُمری پڑھنا چاہتا ہے وہ جب سے بالغ ہوا ہے اُس وقت سے نَمازوں کا حساب لگائے اور تاریخ بُلُوغ بھی نہیں معلوم تو احتیاط اِسی میں ہے کہ عورت نو سال کی عُمر سے اور مَرد بارہ سال کی عُمر سے نَمازوں کا حساب لگائے۔ (ماخوز از فتاوئ رضویہ ج ۸ ص ۱۵۴ رضا فائونڈیشن لاھور)

قضاء کرنے میں ترتیب

قضائے عُمری میں یوں بھی کر سکتے ہیں کہ پہلے تمام فَجریں ادا کرلیں پھر تمام ظہر کی نمازیں اِسی طرح عصر مغرِب اور عشاء۔

(فتاویٰ قاضی خان مع عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹)

قضائے عمری کرنے کا طریقہ (حَنفی)

قضاء ہر روز کی بیس رَکعتیں ہوتی ہیں۔ دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر کے، تین مغرِب کے، چار عِشاء کے اور تین وِتر۔ نیت اِس طرح کیجئے، مثلاً سب سے پہلی فَجر جو مجھ سے قضاء ہوئی اُس کو ادا کرتا ہوں۔ ہر نَماز میں اسی طرح کیجئے جس پر بکثرت قضاء نمازیں ہیں وہ آسانی کیلئے اگر یُوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ رُکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیم، سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے۔ مگر یہ ہمیشہ اور ہر طرح کی نَماز میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب رکوع میں پورا پہنچ جائے اُس وقت سُبْحٰن کا "سین" شُروع کرے اور جب عظیم کا "میم" ختم کر چکے اُس وقت رُکوع سے سر اُٹھائے۔ اِسی طرح سجدہ میں بھی کرے۔ ایک تخفیف تو یہ ہوئی اور دوسری یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رَکعت میں اَلحَمْد شریف کی جگہ فقط "سُبْحٰنَ اللہ" تین بار کہہ کر رُکوع کرلے۔ مگر وِتر کی تینوں رَکعتوں میں اَلحَمْد شریف اور سُورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔ تیسری تخفیف یہ کہ قعدۂ اَخیرہ میں تشہُّد یعنی اَلتَّحیات کے بعد دونوں دُرُودوں اور دُعا کی جگہ

یہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ کہہ کر سلام پھیر دے۔ چوتھی تخفیف یہ کہ وِتر کی تیسری رَکعت میں دُعائے قُنوت کی جگہ اللّٰہُ اکبر کہہ کر فقط ایک بار یا تین بار رَبِّ اغْفِرْ لِی کہے۔ (مُلَخَّص از فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۵۷ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

نماز قَصر کی قضاء

اگر حالتِ سفر کی قضاء نَماز حالتِ اِقامت میں پڑھیں گے تو قَصر ہی پڑھیں گے اور حالتِ اِقامت کی قضاء نَماز سفر میں قضاء کریں گے تو پوری پڑھیں گے یعنی قَصر نہیں کریں گے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۶۵۰)

زمانۂ اِرْتداد کی نَمازیں

جو شخص معاذَ اللہ عزوجل مُرْ تَد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانہ ءِ ارتداد کی نَمازوں کی قضاء نہیں اور مُرتَد ہونے سے پہلے زَمانۂ اِسلام میں جو نَمازیں جاتی رہی تھیں اُن کی قضاء واجِب ہے۔ (رَدُّ المُحتار ج ۲ ص ۶۴۷)

بچّہ کی پیدائش کے وَقت نَماز

دائی (MIDWIFE) نَماز پڑھے گی تو بچّہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے، نَماز قضاء کرنے کیلئے یہ عُذر ہے (رَدُّ المحتار، ج ۲، ص ۶۱۹) بچّہ کا سر باہر آگیا اور نِفاس سے پیشتر وَقت ختم ہو جائیگا تا اِس حالت میں بھی اُس کی ماں پر نَماز پڑھنا فَرض ہے نہ پڑھے گی تو گنہگار ہو گی۔ (رَدُّ المُحتار، ج ۲، ص ۶۲۵) کسی برتن میں بچّہ کا سر رکھ کر جس سے اُس کو نقصان نہ پہنچے نَماز پڑھے مگر اس ترکیب سے پڑھنے میں بھی بچّہ کے مرجانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر مُعاف ہے۔ بعدِ نفاس اِس نَماز کی قضاء پڑھے۔ (رَدُّ المُحتار ج ۲، ص ۶۱۹ ملتان)

مریض کو نَماز کب مُعاف ہے؟

ایسا مَریض کہ اشارہ سے بھی نَماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وَقت تک رہی تو اِس حالت میں جو نَمازیں فوت ہوئیں اُن کی قضاء واجِب نہیں۔ (رَدُّ المُحتار، ج ۲، ص ۶۵۷ ملتان)

عُمر بھر کی نَمازیں دوبارہ پڑھنا

جس کی نَمازوں میں نُقصان وکراہت ہووہ تمام عُمر کی نَمازیں پھیرے تو اچّھی بات ہے اورکوئی خرابی نہ ہوتو نہ چاہئے اورکرے تو فجر وعَصر کے بعد نہ پڑھے اورتمام رَکعتیں بھری پڑھے اور وِتر میں قُنوت پڑھ کر تیسری کے بعد قعدہ کرکے، پھرایک اور ملائے کہ چارہوجائیں۔ (رَدُّالمُحتار، ج۱، ص ۱۳۸ ملتان)

قَضاء کا لفظ کہنا بھول گیا تو؟

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولٰینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، ہمارے علَماء تَصرِیح فرماتے ہیں، قَضاء بہ نیّتِ ادا اور ادا بہ نیّتِ قضاء دونوں صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۸،ص ۱۶۱ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاهور)

نوافل کی جگہ قَضائے عُمری پڑھے

قَضاء نَمازیں نوافل سے اہَم ہیں یعنی جس وَقت نفل پڑھتا ہے اُنہیں چھوڑکر ان کے بدلے قَضائیں پڑھے کہ بَرِیُّ الذِّمَّہ ہو جائے البتّہ تراویح اور بارہ رکعتیں سُنّتِ مُؤکّدہ نہ چھوڑے۔ (رَدُّ المُحتار، ج ۱ ص ۵۳۶ ملتان)

فَجر و عَصر کے بعد نوافل نہیں پڑھ سکتا

نَمازِ فجر اور عصر کے بعد وہ تمام نوافل ادا کرنے مکروہِ (تحریمی) ہیں۔ جوقَصداً ہوں اگرچہ تَحِيَّةُ المسجِد ہوں، اور ہر وہ نَماز جو غیر کی وجہ سے لازِم ہو۔ مثلاً نذر اور طواف کے نوافل اور ہر وہ نَماز جس کو شروع کیا پھر اسے توڑ ڈالا، اگرچہ وہ فجر اور عصر کی سنّتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ (درمختار ج ۱ ص ۶۱)

قَضاء کیلئے کوئی وقت مُعَیَّن نہیں عمر میں جب پڑھے گا بَرِیُّ الذِّمَّہ ہوجائے گا۔ مگر طلوع وغُروب اورزَوال کے وَقت میں نَماز نہیں پڑھ سکتا کہ ان وقتوں میں نَماز جائز نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱ ص ۱۳۴ کوئٹہ)

ظُہر کی چار سنّتیں رَہ جائیں تو کیا کرے؟

اگر ظُہر کے فرض پہلے پڑھ لئے تو دو رَکعت سنّت بَعدیہ ادا کرنے کے بعد چار رَکعت سنّتِ قَبلیہ ادا کیجئے، چُنانچہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ظُہر کی پہلی چار سُنّتیں جو فرض سے پہلے نہ پڑھی ہوں تو بعدِ فرض بلکہ مذہب اَرجح (یعنی پسندیدہ ترین پر) بعد سنّتِ بَعدِیہ کے پڑھیں بشرطیکہ ہُنوز وقتِ ظُہر باقی ہو۔ (مُلَخَّصاً فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۴۸ رضافاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاهور)

فجر کی سُنّتیں رَہ جائیں تو کیا کرے ؟

سنّتیں پڑھنے سے اگر فجر کی جماعت فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو تو بغیر پڑھے شامل ہوجائے۔ مگر سلام پھیرنے کے بعد پڑھنا جائز نہیں۔ طلوعِ آفتاب کے کم از کم بیس منٹ بعد سے لیکر ضحوۂ کبریٰ تک پڑھ لے کہ مُستحب ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جدید ج ۷ ص ۴۴۳، بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۱۲)

کیا مغرب کا وقت تھوڑا سا ہوتا ہے ؟

مغرِب کی نَماز کا وقت غُروبِ آفتاب تا اِبتدائے وَقتِ عشاء ہوتا ہے۔ یہ وقت مقامات اور تاریخ کے اعتِبار سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے مَثَلاً بابُ المدینہ کراچی میں نظام الاوقات کے نقشے کے مُطابِق مغرِب کا وقت کم از کم ایک گھنٹہ 18 منٹ ہوتا ہے۔ فقہائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، روزِ اَبر (یعنی جس دن بادل چھائے ہوں اس) کے سوا مغرِب میں ہمیشہ تعجیل (یعنی جلدی) مُستَحَب ہے اور دو رَکعت سے زائد کی تاخیر مکروہِ تنزیہی اور بغیر عذرِ سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کہ ستارے گُتھ گئے تو مکروہِ تحریمی۔ (درمختار ج ۱ ص ۴۴۶، عالمگیری، ج ۱، ص ۲۸) سرکارِ اعلیٰحضرت امامِ اہلسنّت مولیٰنا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، اِس (یعنی مغرِب) کا وقتِ مُستحَب جب تک ہے کہ ستارے خوب ظاہر نہ ہوجائیں، اِتنی دیر کرنی کہ (بڑے بڑے ستارے کے علاوہ) چھوٹے چھوٹے ستارے بھی چمک آئیں مکروہ (تحریمی) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۵۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور) عصر و عشاء سے پہلے جو رَکعتیں ہیں وہ سُنّتِ غیر مؤکّدہ ہیں ان کی قضاء نہیں۔

تراویح کی قضاء کا کیا حکم ہے ؟

جب تراویح فوت ہوجائے تو اُس کی قضاء نہیں، نہ جماعت سے نہ تنہا اور اگر کوئی قضاء کر بھی لیتا ہے تو یہ جُداگانہ نفل ہوجائیں گے، تراویح سے ان کا تعلُّق نہ ہوگا۔ (مُلخصاً دُرِ مُختار ج ۱ ص ۶۱)

نماز کا فدیہ

جن کے رِشتے دار فوت ہوئے ہوں وہ اِس مضمون کا ضرور مُطالع فرمائیں ۔

میّت کی عُمر معلوم کر کے اس میں سے نو سال عورت کیلئے اور بارہ سال مَرد کیلئے نابالغی کے نِکال دیجئے ۔باقی جتنے سال بچے ان میں سے حساب لگایئے کہ کتنی مدّت تک وہ (یعنی مرحوم) بے نَمازی رہا یا بے روزہ رہا، یا کتنی نَمازیں یا روزے اس کے ذِمّہ قضاء کے باقی ہیں۔زِیادہ اندازہ لگا لیجئے ۔بلکہ چاہیں تو نابالغی کی عمر کے بعد بقیّہ تمام عُمر کا حساب لگا لیجئے ۔اب فی نَماز ایک ایک صدقۂ فِطر خیرات کیجئے ۔ایک صدقۂ فِطر کی مقدار تقریباً دو کلو پچاس گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کی رقم ہے اور ایک دِن کی چھ نَمازیں فرض اور ایک وِتر واجِب ۔مَثَلاً دو کلو پچاس گرام گیہوں کی رقم 12 روپے ہو تو ایک دن کی نَمازوں کے 72 روپے ہوئے اور 30 دن کے 2160 روپے اور بارہ ماہ کے تقریباً25920 روپے ہوئے ۔اب کسی میّت پر ۵۰ سال کی نَمازیں باقی ہیں تو فِدیہ ادا کرنے کیلئے1296000 روپے خیرات کرنے ہوں گے ۔ظاہر ہے ہر شخص اتنی رقم خیرات کرنے کی استطاعت (طاقت) نہیں رکھتا، اِس کیلئے عُلَمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہ تعالیٰ نے شَرعی حیلہ ارشاد فرمایا ہے۔مَثَلاً وہ 30 دِن کی تمام نَمازوں کی فِدیہ کی نیّت سے 2160 روپے کسی فقیر (فقیر اور مسکین کی تعریف ص نمبر مُلاحظہ فرمایئے) کی مِلک کر دیجئے، یہ 30 دِن کی نَمازوں کا فِدیہ ادا ہو گیا۔اب وہ فقیر یہ رقم دینے والے یہ کو ہِبہ کر دے (یعنی تُحفے میں دیدے) یہ قبضہ کرنے کے بعد پھر فقیر کو 30 دن کی نَمازوں کے فِدیے کی نیّت سے قبضہ میں دے کر اس کا مالِک بنا دے ۔اِس طرح لَوٹ پَھیر کرتے رہیں یوں ساری نَمازوں کا فِدیہ ادا ہو جائے گا۔ (ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ معہ عالمگیری ج ۴ ص ۹۱) 30 دِن کی رقم کے ذَریعے ہی حیلہ کرنے شرط نہیں وہ تو سمجھانے کیلئے مِثال دی ہے۔اگر بالفرض 50 سال کے فِدیوں کی رَقم موجود ہو تو ایک ہی بار لَوٹ پَھیر کرنے میں کام ہو جائے گا ۔نیز فِطرہ کی رَقم کا حساب بھی گیہوں کے موجودہ بھاؤ سے لگانا ہو گا ۔اِسی طرح فی روزہ بھی ایک صدقۂ فِطر ہے۔ (درمختار معہ ردالمحتار ج ۲ ص ۶۴۴) نَمازوں کا فِدیہ ادا کرنے کے بعد روزوں کا بھی اِسی طریقے سے فِدیہ ادا کر سکتے ہیں۔غریب و امیر سبھی فِدیہ کا حیلہ کر سکتے ہیں۔اگر وُرَثا اپنے مرحُومین کیلئے یہ عَمل کریں تو یہ میّت کی زبردست امداد ہو گی، اِس طرح مرنے والا بھی اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرض کے بوجھ سے آزاد ہو گا اور وُرَثا بھی اَجر و ثواب کے مُستحِق ہوں گے ۔بعض لوگ مسجِد وغیرہ میں ایک قرآنِ پاک کا نُسخہ دے کر اپنے مَن کو منا لیتے ہیں کہ ہم نے مرحوم کی تمام نَمازوں کا فِدیہ ادا کر دیا یہ ان کی غَلَط فہمی ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے) (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۶۸ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

مرحوم کے فدیہ کا ایک مسئلہ

عورت کی عادتِ حیض اگر معلوم ہوتو اس قدر دن اور نہ معلوم ہوتو ہر مہینے سے تین دن نو برس کی عُمر سے مُستثنیٰ کریں مگر جتنی بار حَمل رہا ہو مدّتِ حمل کے مہینوں سے ایّامِ حیض کا اِستثنا نہ کریں۔ عورت کی عادت دربارۂ نفاس اگر معلوم ہو تو ہر حَمل کے بعد اُتنے دِن مُستثنیٰ کرے اور نہ معلوم ہوتو کچھ نہیں کہ نِفاس کے لئے جانبِ اَقل (کم سے کم) شَرعاً کچھ تقدیر نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک ہی مِنٹ آکر فوراً پاک ہوجائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۵۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

100 کوڑوں کا حیلہ

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو ! نَماز کے فِدیہ کا حیلہ میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھا۔ حیلہ شَرعی کا جواز قرآن وحدیث اور فقہِ حنفی کی مُعتبر کُتُب میں موجود ہے۔ چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا ایّوب علیٰ نبِینا وَ علیہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کی بیماری کے زمانے میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی زَوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بار خدمتِ سراپا عظمت میں تاخیر سے حاضر ہوئیں تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے قسم کھائی کہ ''میں تندرست ہوکر سوکوڑے ماروں گا'' صِحتیاب ہونے پر اللہ عزَّوجلَّ نے انہیں سو تیلیوں کی جھاڑو مارنے کا حُکم ارشاد فرمایا۔ چُنانچِہ قرآنِ پاک میں ہے،

وخذ بیدکَ ضغثا فاضرِب بہ ولا تحنث (پارہ ۲۳ ، ع ۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان : اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے ماردے اور قسم نہ توڑ۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ، ص ۳۹۰)

کان چھیدنے کا رَواج کب سے ہوا ؟

حِیلے کے جَواز پر ایک اور دَلیل مُلاحظہ فرمائیے، چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رِوایت ہے، کہ ایک بار حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ اور حضرتِ سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ چِپقلش ہوگئی۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قسم کھائی کہ مجھے قابو ملا تو ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی عُضو کاٹوں گی۔ اللہ عزَّوجلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللہ علیٰ نبِینا و علیہِ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صُلح کروادیں۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، ''مَا حِیلَۃُ یَمِینِیْ'' یعنی میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا؟ تو حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم علیٰ نبِینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وَحی نازل ہوئی کہ (حضرتِ) سارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا حُکم دو کہ وہ (حضرتِ) ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کان چھید دیں۔ اُسی وقت سے عورتوں کے کان چھیدنے کا رَواج پڑا۔ (غمز عیون البصائر الاشباہ والنظائر ج ۳ ص ۲۹۵ ادارۃ القرآن)

گائے کی گوشت کا تحفہ

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گائے کا گوشت حاضِر کیا گیا، کسی نے عَرض کی، یہ گوشت حضرتِ سَیِّدَتُنا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر صَدَقہ ہُوا تھا، فرمایا: هُوَلَهَا صدقة ولنَا هَدِية یعنی یہ بریرہ کے لیے تھا ہمارے لیے ہدِیّہ ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۵)

زکوٰۃ کا شرعی حیلہ

اِس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ صَدَقہ کی حقدار تھیں ان کو بطورِ صَدَقہ ملا ہوگائے کا گوشت اگرچِہ ان کے حق میں صَدَقہ ہی تھا مگر ان کے قبضہ کرلینے کے بعد جب بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا تو اُس کا حُکم بدل گیا تھا اور اب وہ صَدَقہ تو نہ رہا تھا۔ یوں ہی کوئی مستحق شخص زکوٰۃ اپنے قبضے میں لینے کے بعد کسی بھی آدمی کو تُحفۃً دے سکتا یا مسجِد وغیرہ کیلئے پیش کرسکتا ہے کہ مذکورہ مستحق شخص کا پیش کرنا اب زکوٰۃ نہ رہا، ھدِیّہ یا عطیہ ہوگیا۔ فقہائے کرام رحمھم اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کا شرعی حیلہ کرنے کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں، زکوٰۃ کی رقم مُردے کی تجہیز و تکفین یا مسجِد کی تعمیر میں صَرف نہیں کرسکتے کہ تَملیکِ فقیر (یعنی فقیر کو مالِک کرنا) نہ پائی گئی۔ اگر ان اُمور میں خَرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو (زکوٰۃ کی رقم) مالِک کردیں اور وہ (تعمیرِ مسجِد وغیرہ میں) صَرف کرے، اس طرح ثواب دونوں کو ہوگا۔ (رد المحتار ج ۳، ص ۳۴۳)

100 افراد کو برابر برابر ثواب ملے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کفن دفن بلکہ تعمیرِ مسجِد میں بھی حیلۂ شرعی کے ذَریعہ زکوٰۃ استعمال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ تو فقیر کے حق میں تھی جب فقیر نے قبضہ کرلیا تو اب وہ مالِک ہوچکا، جو چاہے کرے، حیلۂ شرعی کی بَرَکت سے دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی اور فقیر بھی مسجِد میں دیکر ثواب کا حقدار ہوگیا۔ فقیرِ شَرعی کو حیلے کا مسئلہ بے شک سمجھا دیا جائے مگر رقم دیتے وقت اگر صَراحۃً یہ کہا کہ "آپ رکھ مت لینا، واپس کردینا" تو حیلہ دُرُست نہیں ہوگا۔ حیلہ کرتے وَقت ممکن ہو تو زیادہ افراد کے ہاتھ رقم پھرانی چاہئے تاکہ سب کو ثواب ملے مثلاً حیلہ کیلئے فقیرِ شرعی کو ۱۲ لاکھ روپے زکوٰۃ دی، قبضہ کے بعد وہ کسی بھی اسلامی بھائی کو تحفۃً دیدے یہ بھی قبضے میں لے کر کسی اور کو مالِک بنادے، یوں سبھی بہ نیّتِ ثواب ایک دوسرے کو مالک بناتے رہیں، آخروالا مسجِد یا جس کام کیلئے حیلہ کیا جارہا تھا اُس کیلئے دیدے تو ان شاء اللہ عزوجل سبھی کو بارہ بارہ لاکھ روپے صَدَقہ کرنے کا ثواب ملیگا۔ چُنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، پیکرِ جُودوسخاوت، سراپا رحمت، محبوبِ ربُّ العزّت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر سو ہاتھوں میں صَدَقہ گزرا تو سب کو وَیسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کیلئے ہے اور اس کے اَجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۳۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

فقیر کی تعریف

فقیر وہ ہے کہ (الف) جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پہنچ جائے (ب) یا نصاب کی قَدر تو ہو مگر اس کی حاجتِ اَصلیّہ (یعنی ضَروریاتِ زندگی) میں مُستغرق (گِھرا) ہو۔ مثلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان، سُواری کے جانور (یا اسکوٹر یا کار) کاریگروں کے اَوزار، پہننے کے کپڑے، خِدمت کیلئے لونڈی، غلام، عِلمی شُغل رکھنے والے کے لئے اسلامی کتابیں جو اس کی ضَروریات سے زائد نہ ہو (ج) اِسی طرح اگر مدیُون (یعنی مقروض) ہے اور دَین (یعنی قَرضہ) نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔ (ردالمحتار ج ۳ ص ۳۳۳)

مسکین کی تعریف

مِسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کیلئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے اور اسے سُوال حلال ہے۔ فقیر کو (یعنی جس کے پاس کم از کم ایک دن کا کھانے کیلئے اور پہننے کیلئے موجود ہے) بغیر ضَرورت و مجبوری سُوال حرام ہے اور ایسوں کے سُوال پر دینا بھی ناجائز ہے دینے والا گنہگار ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا جا بجا کاری کمانے پر قادِر ہونے کے باوجود بلا ضَرورت و مجبوری بطورِ پیشہ بھیک مانگتے ہیں گنہگار ہیں اور ایسوں کے حال سے باخبر ہونے کے باوُجود ان کو دینے والے اپنی خیرات برباد کرنے کے ساتھ ساتھ مزید گنہگار بھی ہوتے ہیں۔